TAMSAAL

تمثال

Vol 1, Issue 1 Jan-Jun,2022

www.tamsaal.pk tamsaalurdu@gmail.com

ڈاکٹر منصور احمد خان

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج،آزاد جموں وکشمیر

اردو سفر نامے کا تکنیکی واسلوبیاتی مطالعہ

Dr.Mansoor Ahmed Khan

Govt Post Graduate College,Azad Jammu&Kashmir

A Technical and Stylistic Study of Urdu Safarnama

This research article undertakes an in-depth examination of Urdu Safarnama, a literary genre that encapsulates the essence of travel narratives. By conducting a meticulous technical and stylistic analysis, this study delves into the intricacies of Urdu Safarnama, aiming to elucidate its unique narrative qualities and the artistry that underpins it. Drawing from a wide-ranging corpus of Urdu Safarnamas spanning different time periods and authors, our research employs a multidimensional approach, encompassing literary analysis, linguistic elements, and stylistic features. We scrutinize the structural components, narrative devices, and linguistic nuances employed within these travelogues, shedding light on their evolving nature. Furthermore, this article highlights the interplay of cultural influences, historical contexts, and individual authorial voices in shaping the stylistic landscape of Urdu Safarnama. It also explores the portrayal of diverse geographies and cultures through the lens of the travelogue, emphasizing the genre's role in cultural exchange. By offering a comprehensive examination of technical and stylistic aspects, this research provides a valuable resource for scholars, writers, and enthusiasts interested in Urdu Safarnama, ultimately enriching our understanding of this vibrant and multifaceted literary tradition.

Keywords: a literary, narratives, multidimensional

یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ انسان کا یہاں قیام ایک مقررہ مدت تک ہے۔ واپسی کا بگل بجتے ہی انسان کو یہاں سے ہمیشہ کے لیے کوچ کر جانا پڑتا ہے۔ زندگی تغیر و تبدل سے عبارت ہے۔ یہ ارتقاء پذیر ہے اور ارتقاء کا یہ عمل شد ومد سے جاری ہے۔ یہی تغیر زندگی کا حسن ہے جو اسے جمود کا شکار نہیں ہونے دیتا۔ زندگی چونکہ خود ایک مسلسل حرکت ہے اس لیے سفر بھی زندگی کا ہی استعارہ ہے۔"۱

"سفر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی سیاحت، کوچ اور روانگی کے ہیں ۔" ۲

سفر کا رویہ بنیادی طور پر زندگی کا رویہ ہے۔ زندگی حرکت اور عمل سے عبارت ہے۔ سفر کے لغوی مفہوم میں حرکت اور عمل دونوں شامل ہیں۔ سفر کی ضرورت اور اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ روئے زمین پر انسانی سفر کا آغاز حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے سفر ارض سے شروع ہو گیا تھا تب سے انسان مستقل حالت سفر میں ہے۔ یہ سفر حیات انسانی کی ابتداء سے انتہااور بقا سے فنا کی طرف جاری وساری ہے۔"۳

ڈاکٹر انور سدید سفر کی ابتداء کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی داستان حیات میں شجر ممنوعہ کو چکھنے کا واقعہ بظاہر احکام ربانی کی خلاف ورزی اور آدم علیہ السلام کی اولین بغاوت سے عبارت ہے تا ہم اس کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ اس گناہ کی پاداش میں آدم علیہ السلام کو جنت سے نکل کر کرہ ارض کی طرف مائل بہ سفر ہونا پڑا چنانچہ آدم علیہ السلام کا پہلا سفر ارتقائے نسل انسانی کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک ابن آدم کے پاؤں سے چکر نہیں نکل سکا۔ " ۴

سفر نامہ اردو ادب کی بیانیہ صنف ہے۔ سفر نامہ ایک سفری داستان ہے جو چشم دید واقعات پر مشتمل ہوتی ہے اور اسے تحریری شکل وصورت میں پیش کیا جاتا ہے یعنی سفر نامہ انسانی زندگی کے عینی مشاہدات کا نام ہے۔ جس طرح انسان چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اپنے معمولات زندگی سرانجام دیتا ہے بالکل اسی طرح سفر بھی انسانی زندگی کا جز ولاینفک ہے۔ سفر دنیا کا قدیم ترین عمل ہے۔ انسان اور انسانی زندگی سفر نامے کا موضوع ہے۔ میدان دونوں سے بحث کرتا ہے۔ "۵

ڈاکٹر قدسیہ قریشی مسافروں کے بیان کیے گئے قصوں کو سفر نامے کا اولین روپ قرار دیتی ہیں لکھتی ہیں :

یوں تو سفر کے ساتھ ہی داستان سفر کا وجود ہوا ہوگا اس لیے کہ سفر سے واپس آنے کے بعد دوست، احباب اور اعزا سے روداد سفر کا بیان کرنا فطری بات تھی لیکن

تحریری طورپر اسے کب قلمبند کیا جانے لگا یہ بات تحقیق طلب ہے ۔ "٦

مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں :

"سفر نامہ ہر ادب کی ایک مستقل بیا نیہ صنف ہے جس میں خارجی مشاہدے کو تخیل پر فوقیت حاصل ہے۔ " ۷

فرہنگ آصفیہ میں سفر نامے کے معانی ہیں :

سیاحت نامہ سفر کی کیفیت ، روز نامچہ سفر ، حالات و سرگزشت سفر ۔"۸

ڈاکٹر انور سدید نے سفر نامے کی تعریف کچھ یوں کی ہے :

سفر نامہ سفر کے تاثرات ، حالات اور کوائف پر مشتمل ہوتا ہے۔ فنی طور پر سفر نامہ وہ بیانیہ ہے جو سفر نامہ نگار سفر کے دوران یا اختتام سفر پر اپنے مشاہدات، کیفیات اور اکثر اوقات قلبی واردات سے مرتب کرتا ہے۔"۹

ڈاکٹر خالد محمود سفرنامے کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"سفر نامہ نگار دوران سفر یا سفر سے واپسی پر اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات اور تاثرات و احساسات کو ترتیب دے کر جو تحریر رقم کرتا ہے وہ سفر نامہ ہے۔"١٠

سفر کے لیے بنیادی شرط سفر کرنا ہے۔ سفر نامہ محض تخیلاتی پرواز نہیں ہوتا۔ یہ صرف سوچ کے گھوڑے دوڑانے سے تخلیق نہیں پاسکتا۔ اس کے لیے سفر نامہ نگار کا عملی طور پر سفر کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ سفر ذہنی اور جسمانی دنوں طور سے کرتا ہے۔ اگر سفر نامہ نگار خود سفر نہیں کرتا اور مختلف تحریروں اور سیاحتی کتا بچوں کی مدد سے سفر نامہ لکھتا ہے تو یہ سرقہ تو ہوسکتا ہے سفر نامہ نہیں کیونکہ سفر نامہ بنیادی طور پر رودا دسفر ہے۔"١١

راغب شکیب اس حوالے سے لکھتے ہیں :

"سفر نامے میں دوخوبیوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ سفر نامہ نگار نے واقعی سفر کیا ہودوسرا یہ کہ وہ جو لکھے وہ سفر ہی کے متعلق ہو اور غیر متعلق واقعات کی آمیزش سے سفر نامہ پاک ہو اور سفرنامے کا مقصد صرف افسانہ لکھنا نہ ہو۔"١٢

مشاہدہ سفر نامہ نگار کا ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ سفر نامہ نگار کا مشاہدہ جتنا زیادہ ہوتا ہے اور قوی ہوتا ہے اس کی رائے اتنی ہی معتبر ہوتی ہے۔ اپنی قوت مشاہدہ کی بدولت اس کی نظر ان پہلوؤں کی طرف جاتی ہے جہاں عام مسافر کی نظر نہیں پہنچ سکتی

سفر نامہ نگار کی باریک بنی تخیل کے تانوں بانوں سے گزرتی ہوئی ہمارے سامنے نت نئی تصاویر لیے تحریریں صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہی خوبی تحریر میں دلچسپی کے عصر کو بڑھا دیتی ہے۔ سفرنامہ نگار تشبیہ و استعارہ کی پیوند کاری سے سفرنامے کو حسین اور تخلیقی نوعیت کی ادبی کاوش میں بدل دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف قاری کی دلچسپی قائم رہتی ہے بلکہ سفر نامہ کوئی بوجھل اور بے تاثر تحریر نہیں بنتا۔ یہ دونوں باتیں ایک معیاری سفرنامے کے لیے نہایت اہم ہیں ۔"۱۳

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں" : سیاحت من کی ترنگ اور اپنا انعام آپ ہے ۔ اس لیے سیاح راستے کی صعوبتوں کو خاطر میں نہ لائے بغیر ہر چیز کو نگاہ شوق سے دیکھتے ہوئے جستجو کے اسپینج

کو مشاہدات کے پانیوں سے بوجھل بناتا جاتا ہے۔ "۱۴

سفر نامے کے لوازمات میں ایک اہم عنصر تحیر و تجسس ہے۔ سفرنامہ نگار کا انجان راستوں پر اجنبی سرزمینوں کا سفر تحیر بھرا ہوتا ہے۔ وہ نئے افق تلاش کرتا ہے۔ سفر نامہ چوں کہ حالات و واقعات سے تخلیق پاتا ہے اس لیے سفر نامہ نگار واقعات، انکشافات اور بیانات میں لحہ بہ لحہ تنجس و تیر کو بڑھاتا ہے اور قارئین کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔

سفر نامہ حقیقی تجربے کا نچوڑ ہوتا ہے اور افسانہ محض تخیل اس لیے سفرنامے میں دونوں کے درمیان ایک توازن قائم رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اعتدال و توازن کے بغیر سفرنامہ اپنی حدود سے تجاوز کر کے افسانہ، تاریخ یا صحافتی رپورٹ بن سکتا ہے۔ تحیر و تجس کا عصر اور اعتدال و توازن سفر نامے کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔"۱۵

میرزا ادیب لکھتے ہیں :

"سفر نامہ نگار تو جو کچھ لکھتا ہے اور جو کچھ پاتا ہے جس مقام سے گزرتا ہے اس کی ساری خوشبوئیں اس کے سارے باطنی رنگ اور اس کی ساری کیفیات جو سرا پا راز میں چھپی ہوئی ہیں ان سب کو سمیٹ لیتا ہے۔ وسائل وذرائع پر تکیہ کر کے یہ چیزیں ممکن نہیں ہیں۔ سفرنامہ نگاری لازماً ایک تخلیقی تجربہ ہے۔ اس کا اطلاق ان حصوں پر ہوتا ہے جو تخلیقی تجربے سے وابستہ کئے جاتے ہیں ۔"۱۶

ایک اچھے سفر نامہ نگار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ پڑھنے والوں تک اپنے مشاہدات، تجربات اور تاثرات اس خوبی سے پہنچائے کہ وہ خود کو اس کا شریک سفر محسوس کریں۔ دوران مطالعہ قاری اور مصنف میں اجنبیت کی فضاء حائل نہ ہو۔ مصنف قاری کو جزو تماشا بنالے۔ سفر نامے میں قاری کے لیے محویت کی فضا کی تشکیل بھی سفر نامہ نگار کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ اپنے جاندار، شگفتہ اور مدلل اسلوب سے قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔ اس کے لیے سوچ کے نئے در وا کرتا ہے اور اس کی معلومات کا دائرہ بھی وسیع کرتا ہے۔ قاری مصنف کی پیش کردہ تصویر کا مطالعہ گہری نظر سے کرنا سیکھتا ہے۔ قاری کی توجہ حاصل کرنے کے لیے سفر نامہ نگار اپنا ایک اسلوب وضع کرتا ہے۔ وہ اپنی تحریر کو ادبی چاشنی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ قاری کو شریک سفر بنا نا شرط اولین ہے۔"۱۷

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں :

ایک کامیاب سفر نامہ وہ ہوتا ہے جو صرف ساکت و جامد فطرت کا عکاس نہ ہو بلکہ لحہ رواں میں آنکھ، زبان اور احساس سے ٹکرانے والی ہر شے نظر میں سما جانے والی ہو۔ تماشا نغمہ و نکہت کا ہرصورت و رنگ لفظوں کی امیجری میں جمع ہو کر بیان کو

مرقع بہاراں بنا دے اور قاری ان مثالون کے اندر جذب ہوکر خود کو اس مرکب آئینہ گری کا حصہ بنالے۔ "۱۸

سیاح اپنی مانوس دنیا سے نکل کر ایک غیر مانوس فضا میں قدم رکھتاہے۔ سفر کی بدولت اس کے ارد گرد کا ماحول یکسر بدل جاتا ہے۔ وہ کچھ وقت کے لیے اپنے خاندانی ماحول، دوست احباب، ذمہ داریوں ، جانے پہچانے راستوں اور مناظر سے نکل کر انجان مناظر، افراد اور مقامات میں پہنچ جاتا ہے اور اجنبی دنیا کی رعنائیوں سے لطف و انبساط کیف کرتا ہے۔ سیاح کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ اپنے اندر جمود کی بجائے حرکت کا مادہ رکھتاہو اور جن گزرگاہوں سے گزرے انہیں اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ سیاح اپنے محسوسات، تاثرات ، خیالات اور مشاہدات کو پوری سچائی

ایمانداری اور بے باکی سے متوازن انداز میں پیش کرتا ہے۔ وہ جو دیکھتا ہے اسے بے کم و کاست بیان کر دیتا ہے۔ سیاح کا تبصرہ بے لاگ ہوتا ہے۔ اس کی صداقت
بیانی اس کے ادبی قد کاٹھ میں اضافہ کرتی ہے۔ اور قاری کی نظر میں وہ معتبر ٹھہرتا ہے۔"۱۹
گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :

"زمان و مکاں کی معنویت جیسی سفر سے بدلتی ہے کسی اور طرح ممکن نہیں ۔ ہر سفرایک نئی تنہائی سے شروع ہوتا ہے اور زمان ومکاں کے علائق اور انسانی رشتوں کی بازیافت کے ایک نئے سلسلے کوجنم دیتا ہے۔"۲۰

سفرسیاح کی قوت متخیلہ کومتحرک کرنے کا باعث بنتاہے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر، ایک ملک سے دوسرے ملک جانے سے سیاح نہ صرف نئی تازگی محسوس کرتا ہے بلکہ یہ سفر اسے ایک خوشی اور سرشاری کی کیفیت سے بھی دو چار کرتا ہے۔ ماحول کی تبدیلی اس پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ وہ تن آسانی اور تساہل پسندی سے نجات پاتا ہے اور ریاضت اور مجاہدے کے حقیقی معنی اس پر آشکار ہوتے ہیں۔ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے۔ سفر کی صعوبتوں اور مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا سیکھتا ہے۔"۲۱

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں" :

سفر نامہ روداد سفر ہے اور سفر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو ذہنی اور جسمانی طور پر چست، صحت مند، متحرک اور فعال بناتا ہے۔ اور تساہل دکوتاہ عملی سے محفوظ رکھتا ہے۔ سفر کی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ انسانی قدر و منزلت میں اضافے کا وسیلہ اور تجربات اور مشاہدات میں وسعت و گہرائی کا ذریعہ ہے۔ سفر سے انسان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔"۲۲

سیاح کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحقیقی مزاج کے حامل کا۔ وہ جس ملک کی سیر کا ارادہ کرتا ہوا سکے بارے میں مستند کتابیں پڑھ کر جائے۔ وہ صرف گائیڈ کی مہیا کردہ معلومات پر انحصار نہ کرے نیز وہاں سے ملنے والے امدادی لٹریچر کو بھی بغور دیکھے۔ یعنی سیاح کے لیے کسی ملک کے رسم و رواج ، مذہب، تہذیب، زبان، تاریخ، سیاست وغیرہ کے حوالے سے بنیادی معلومات کا علم ہونا بے حد لازمی ہے۔ سیاح کا مقصد قاری تک مستند معلومات پہچانا ہوتا ہے۔ قاری وقت کی قلت کےباعث زیادہ سے زیادہ معلومات جلد از جلد حاصل کرنا چاہتا ہے جو صرف ناموں کے مطالعے سے ممکن ہوسکتا ہے۔"۲۳

سفر نامے کی بدولت ہم کسی قوم کی تاریخ و جغرافیہ کے متعلق اہم معلومات حاصل کرتے ہیں۔ ایک معیاری اور عمدہ سفر نامے میں تاریخ و جغرافیے دونوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ سفر نامہ لکھنے کا مقصد محض تاریخی و جغرافیائی حقائق پیش کرنا نہیں ہوتا بلکہ سفر نامہ نگار بلواسطہ طور پر یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ سفر نامہ نگار مورخ نہیں ہوتا اور نہ ہی جغرافیہ دان لیکن اسے تاریخ و جغرافیہ دونوں سے رابطہ رکھنا پڑتا ہے کیونکہ انہیں پس پشت ڈال کر وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تاریخ و جغرافیے کی بدولت سفر نامے کا زمانی و مکانی تعین عمل میں آتا ہے۔"۲۴

اس سلسلے میں ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں" :سفر نامہ تاریخ و جغرافیے کے عملی مقاصد کی تکمیل کے لیے میکانکی انداز میں کوائف جمع نہیں کرتا بلکہ ایک مربوط دلچسپ اور خوشگوار بیا نیہ مرتب کرنےکے لیے ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ سفر نامہ نگار اپنے عہد کو زندہ حالت میں دیکھتا ہے اور زندگی کے مشاہدے کو سفر نامے میں مستقل کر دیتا ہے کہ آنے والا زمانہ اس دور کی روح کو متحرک محسوس کر سکے۔"۲۵

سفرنامہ نگاری کا سب سے اہم اور لازمہ یہ ہے کہ سفر نامہ نگار سیاح میں مسافرنہ ہو۔ مسافر اپنے سفر کی رپورٹ توپیش کر سکتا ہے۔ سفرنامہ نگاری نہیں کر سکتا سفر نامہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ذوق سیاحت رکھتا ہو۔ سیاحت وہ اہم عصر ہے جوایک کامیاب سفر نامے کا لازمی جزو ہے۔"۲۶
بقول ڈاکٹر وزیر آغا :

"گھر کی دیواروں اور منزل کے دھاگوں سے اسے کوئی سروکار نہیں اور سیاح تواپنا راستہ خود بناتا ہے اور مسافر حرکت کرتے ہوئے بھی حرکت کی نفی کرتا ہے۔ "۲۷

سفر نامے کی فنی تکنیک :

سفر نامہ چونکہ بیانیہ اصناف میں شمار ہوتا ہے اس لیے قدیم و جدید سفر ناموں میں اسی تکنیک کو برتا ؤ گیا۔ سفر ناموں میں تکنیک اور موضوع دونوں کا تنوع نظر آتا ہے تاہم تکنیک کے لحاظ سے سفر نامے میں بہت زیادہ تجربات کی گنجائش نہیں ہے۔ سفر نامہ ذاتی مشاہدے اور ذاتی تاثرات پر مبنی ایک تحریری دستاویز ہوتا ہے۔ یہ واحد متکلم میں لکھا جاتا ہے لہذا اس میں آپ بیتی کا رنگ بھی واضح دکھائی دیتا ہے۔ "۲۸

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ سفر نامے کی تکنیک کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"خارج سے متعلق بیا نیہ اصناف ادب میں سفر نامہ سر فہرست ہے لیکن شاہد سفر نامہ واحد نثری صنف اظہار ہے جس کی تکنیکی تعریف کا تعین تا حال ممکن نہیں ہو سکا۔ کچھ یہی سبب ہے کہ سفر نامہ کبھی روز نامچے کے رنگ میں لکھا گیا اور کبھی خطوط کی شکل میں۔ اس میں مکالمے کی شمولیت بھی ممکن ہے اور اس میں خبر پہنچانے کا انداز بھی کھپ جاتا ہے۔"۲۹

ڈائری کی تکنیک :

سفر نامہ نگار کا مقصد اپنے مطالع، مشاہدے اور تاثرات کو قاری تک پہنچاناہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس کا استعمال کردہ طریق کا رنہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر سفر نامہ نگار دوران سفر اپنی یاداشتوں کو ڈائری میں محفوظ کرتا جائے تو ایسا سفر نامہ ڈائری کی تکنیک اختیار کر لیتا ہے۔ روز مرہ کی بنیاد پر تحریر شدہ واقعات اور مشاہدات حقیقت سے قریب تر ہوتے ہیں۔ ان میں تخیل کی آمیزش کم سے کم ہوتی ہے اور حقیقت کا عصر زیادہ ہوتا ہے۔ سیاح چونکہ مشاہدات کو ساتھ ساتھ لکھ لیتا ہے لہذا اس تکنیک کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ واقعات کا تسلسل برقرار رہتا ہے اور واقعات کی ترتیب

بدلنے کا امکان کم ہوتا ہے۔ تحریر میں سیاح باریک بنی سے کام لیتا ہے اور کوئی بھی نکتہ اوجھل نہیں ہو پاتا۔ "۳۰

خطوط کی تکنیک :

سفر نامے کی دوسری تکنیکی صورت خطوط کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ سفر نامہ نگار اپنے مشاہدات، تجربات اور تجزیے کو مکتوب الیہ کو منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے دوست احباب اور اہل خانہ کو خطوط کی مدد سے سفر کے حالات بیان کرتا ہے۔ بعد میں انہی خطوط کی مدد سے سفرنامہ تحریر کیا جاتا ہے۔ خطوط میں صداقت کا عنصر بدرجہ اتم پایا جاتاہے۔لیکن اس تکنیک میں سیاح کا نقطہ نظر جم کر سامنے نہیں آتا کیونکہ خطوط کی بے ربطی عمومی تاثر کو متاثر کرتی ہے۔ اس خامی کی وجہ سے ایک اچھا سفر نامہ بھی بے ربطی کا شکار ہو کر قاری سے قبولیت کی سند حاصل نہیں کر سکتا۔"۳۱

ڈاکٹر انور سدید اس حوالے سے لکھتے ہیں :

"خطوط کی بے ربطی عمومی تاثر کوزائل کر دیتی ہے۔ چنانچہ ڈائری میں تخلیقی عمل بے ساختہ اترتا ہے لیکن خطوط میں آرائش اور تخلیق مکرر کا وافر عنصر موجود نظر آتا ہے۔ان سب کے باوجود چونکہ ڈائری کی طرح خطوط دوران سفر لکھے جاتے ہیں اس لیے ان کے تاثر میں صداقت کا عصر موجود ہے اور قاری انہیں دلچپسی سے پڑھتا ہے۔"۳۲

مشاہداتی تکنیک :

سفر نامے کی مشاہداتی تکنیک کا استعمال ایسے سفر ناموں میں کیا جاتا ہے جو عموماً سفر کے بعد لکھے جاتے ہیں۔ دوران سفر سیاح اپنی قوت مشاہدہ کو بروئے کار لاتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ حافظے میں نقش کر لیتا ہے۔ سفر کے اختتام پر وہ اپنے مشاہدات کو تخلیقی صورت میں پیش کرتا ہے۔ وہ گزشتہ منر کو ذہنی سطح پر دوبارہ زندہ کرتاہے تو تخیل کا سہارا بھی لیتا ہے اور اس وجہ سے اس کی تحریر میں افسانوی رنگ در آتا ہے۔ یہ تکنیک سفر نامے کے حسن کو بڑھاتی ہے۔ زیادہ تر سفر ناموں میں اسی تکنیک کا استعمال دکھائی دیتا ہے۔ "۳۳

سفر نامہ حقیقت اور تخیل کی ایک دلکش پیش کش بھی ہے اور جذباتی و قلبی واردات کا اظہار بھی لہذ اسفرنامے کے لیے موزوں تکنیک کا انتخاب نہایت اہم ہے۔ موزوں تکنیک سفر نامے کے فنی حسن کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ بہترین مواد اور بہترین اسلوب دونوں مل کر قاری کی توجہ جلد حاصل کر لیتے ہیں لیکن عمدہ مواد غیر تخلیقی اسلوب میں مرتب کیا جائے تو یہ قاری کو اپنی گرفت میں لینے میں ناکام رہتا ہے اور ایسی تحریر ادب پارے میں بھی شمار نہیں کی جاسکتی۔ قاری کی جمالیاتی تسکین کے لیے لازمی ہے کہ سفرنامے کے بیانیہ کو تخیل اور جذباتی واردات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پیش کیا جائے ۔ عمدہ اسلوب کی بدولت مقامات غیر اہم ہو جاتے ہیں اور سفر نامے کی فضا پر اسلوب کا مجموعی تاثر پوری طرح چھا جاتا ہے۔ "۳۴

ڈاکٹر انورسدید لکھتے ہیں :

"سفر کا عمدہ مواد سادہ انداز میں پیش کر دیا جائے تو وہ قاری کو فوری طور پر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے لیکن مواد اچھا نہ ہو تو اچھی تکنیک بھی سفرنامے کی داخلی خوبیوں کو اجاگر کرنے میں معاونت نہیں کر سکتی ۔" ۳۵

سفرنامہ نگار کی حساسیت، رجحانات ، میلانات، اشیاء اور مناظر کی طرف دیکھنے کا اس کا انداز ، اس کا رویہ، اس کی ذاتی پسند نا پسند، قوت مشاہدہ کی گہرائی اس کے تخلیقی اظہار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ادیب داخل سے خارج اور خارج سے داخل کا سفر کرتا ہے۔ چونکہ وہ براہ راست مشاہدات و تجربات سے گرزتا ہے لہذا اس کے تجربات زندگی سےقریب تر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے تجربے کو تخلیق کے کٹھن مراحل سے گزار کر اپنے قارئین کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ سفر نامہ ایک ایسی صنف ہے جس میں مصنف اپنے پڑھنے والوں کے سامنے ایک کھلی کتاب کی مانند دکھائی دیتاہ۔ وہ اپنی شخصیت کے تمام تر رنگوں کے ساتھ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ اس صنف کا کمال یہ ہے کہ اس میں ادیب خود کو کسی پر دے یا خول میں بند کر کے پیش نہیں کر سکتا اور یہی سچائی اور خلوص سفر نامہ نگار اور قاری کے باہمی رشتے کو مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔"۳۶

ڈاکٹر آغا سہیل لکھتے ہیں :

"سفر ناموں کی تکنیک کا مزاج مختلف النوع طبائع کا منت پذیرہوتا ہے۔ ہر سفر نامہ نگار اپنے باطن کا پوسٹ مارٹم کر کے آپ کے سامنے بکھر جاتا ہے۔ اب اس کی شخصیت کے جزوی سے جزوی جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاتے ہیں بلکہ لکھتے وقت تو اسے خبر بھی نہیں ہوگی کہ وہ کہاں قاری کی گرفت میں اس طرح آگیا ہے کہ اب اپنا آپ چھپانا مشکل ہے۔ نثر کی دوسری اصناف میں مصنف خود کو چھپا سکتا ہے مگر سفر نامہ وہ صنف جس میں داخلیت سے سروکار رہتا ہے اور ذات کے سمندر کو بلونا پڑتا ہے۔"۳۷

اردوسفرنامہ کااسلوب اور زبان :

ہر سفر نامہ نگار دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ ہر سفر نگار کی سوچ، شخصیت علمی سطح اور میلانات اُسے دوسروں سے مختلف بناتے ہیں۔ ان انفرادی اختلافات کا اثر سفرنامے کے اسلوب پر بھی پڑتا ہے۔ اور ہر سفرنامہ نگار ایک الگ اسلوب میں سفر نامہ تحریر کرتا ہے۔ ہر ادیب کی انفرادیت اور شخصیت کا عکس اس کی تحریر سے جھلکتا ہے۔ انفرادیت اور شخصیت کا یہی فرق سفر نامے کے جدا جدا اسلوب کے انتخاب کا باعث بنتا ہے۔سفر نامے کے اسلوب میں کہیں ہمیں سنجیدہ انداز دکھائی دیتاہے اور کہیں مزاحیہ اور طنزیہ طرز اظہار ۔ انداز بیان کے لحاظ سے اردو سفر ناموں میں بے حد تنوع پایا جاتا ہے۔ اگر سفر ناہ نگار زندگی کو متوازن، مثبت اور سنجیدہ نظر سے دیکھے گا تو پھر اس کے اسلوب میں سنجیدگی کی فضا چھائی دکھائی دے گی یعنی ایک سنجیدہ اسلوب ظاہر ہو گا۔ اس کے برعکس اگر وہ ہلکے پھلکے انداز میں شوخی و شرارت کے ساتھ جز و تماشا ہوکر قاری کو بھی شریف سفر بنالیتا ہے تو تب سفر نگار اپنے مشاہدات، واقعات، تجربات کو طنز کے لبادے میں لپیٹ کر پیش کرے تو تحریر میں شگفتگی کم اور زہرنا کی زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا اسلوب طنز یہ اسلوب کہلائے گا۔"۳۸

اس حوالے سے انورسدید لکھتے ہیں :

اردو ادب میں بیشتر سفرنامے سیاح یا مسافر کی سنجیدہ فکری کے ہی عکاس ہیں اور یہ زندگی کو ہمدردانہ شعور سے پیش کرتے ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ سفر کے دوران پیدا ہونے والی حیرت نئی سر زمینوں سے ملاقات اور ان سے وجود میں آنے والی مسرت نادیدہ کو دیکھ لینے والی بہجت جب شگفتہ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تو اکثر اوقات لطیف وشائستہ مزاح کو بھی جنم دے ڈالتی ہے۔ دوسری طرف جب قدیم و جدید یا مغرب و مشرق کی اقدار کے موازے سے تحقیر یا افتخار کا

جذبہ پیدا ہوتا ہے تو سفر نامے میں بے ساختہ طنز بھی شامل ہو جاتی ہے۔"۳۹

مقامات مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے اگر سفر نامہ نگار اپنا سفر نامہ تحریر کرتا ہے تو اس کے اسلوب میں عقیدت ، عاجزی اور تقدس کی فضاء دیکھائی دیتی ہے لیکن اگر سفر نامہ تحریر کرنے والا ایک شاعر یا افسانہ نگار ہے تو اس کے اسلوب میں تخیل کی بلند پروازی، حساسیت اور مبالغہ واضح دیکھائی دے گا۔ وہ نرگسی جذبے کی آنکھ کو مند نے نہیں دیتا۔سفر نامے کااسلوب سفر نامہ نگار خود منتخب کرتا ہے جو سنجیدہ ، مزاحیہ ، طنزیہ، افسانوی یا رومانوی طنز کا ہوسکتا ہے یعنی اسلوب کاانتخاب سفر نامہ نگار کی اپنی صوابدید پر ہوتا ہے۔ سفر نامہ با مقصد ہونا چاہیےاسلوب میں تنوع تحریر کی دلکشی میں اضافہ کرتا ہے اور تحریری حسن کو بڑھاتا ہے۔"۴۰

مشفق خواجہ لکھتے ہیں " : روایتی سفر نامہ ہمیں مقامات سفر سے متعارف کرتا ہے اور غیر روایتی سفر نامہ کیفیت سفر سے مقامات سفر کی تفصیل لکھنے والا زمان و مکاں کا اسیر ہوتا ہے جبکہ کیفیات سفر قلمبند کرنےوالا زمان و مکان سے ہٹ کر بھی سوچتا ہے اور یہی چیز اس

کے سفرنامے کو معلومات کا گنجینہ بننے سے بچاتی ہے اور اس کا رشتہ ادب سے قائم کرتی ہے۔"۴۱

سفر نامے کی صنف دیگر کئی اصناف کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں رپورٹ ، داستان،شاعری اور انشائیہ کے رنگ پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے سفر نامے کی صنف کو ام الاصناف کہا جاتا ہے۔سفر نامہ چونکہ زندگی کے گوں نہ گوں پہلو کا احاطہ کرتا ہے لہذا سفرناموں کی زبان بھی متنوع خصوصیات کی حامل ہو سکتی ہے۔ ایک صاحب طرز ادیب روداد سفر کو صنط تحریر میں لاتا ہے تو اس کے سفرنامے کی زبان افسانوی طرز کی عمدہ نثر ہوتی ہے۔ اکثر سفر ناموں میں شگفتہ اسلوب کے ساتھ ہلکی پھلکی ، عام فہم اور سلیس نثر پائی جاتی ہے۔ بعض سفر ناموں کی نثر شعری رنگ لیے ہوئے ہے اور ان میں تشبیہ و استعارہ اور تلمیحات کا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ "۴۲

ظہیراحمد صدیقی اچھے سفرنامے کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اچھا سفرنامہ وہ ہے جس میں داستان کی سی داستان طرازی، ناول کی سی فسانہ سازی، ڈرامہ کی سی منزل کشی، کچھ آپ بیتی کا مسافر ، کچھ جگ بیتی کا سا لطف اور پھر سفر کرنے والا جز و تماشا ہو کر اپنے تاثرات کو اس طرح پیش کرے کہ اس کی تحریر پر لطف بھی ہو اور معلومات افزاء بھی۔ "۴۳

انیسویں صدی میں انگریز سامراج نے پورے ہندوستان پر غلبہ پالیا۔انہوں نے تاج حکومت اپنے سر پر سجاتے ہوئے مقامی آبادی کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا نیز یورپی تہذیب کی چکا چوند نے بھی غلام قوم کے دروازوں پر دستک دے ڈالی۔ برطانوی راج کے اس دور میں مختلف اصناف ادب نے نمو پائی۔اردو نثر اور شاعری کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔نت نئی تحقیقات سامنے آئیں۔ یہاں تک کہ اردو سفر نامہ بھی اس نمو پذیری کے عمل سے گزرااور اس صدی کے اختتام تک آتے آتے یہ ایک مستحکم صنف کی حیثیت اختیار کر گیا۔

ہندوستان کی قدیم داستانوں مثلاً میر امن کی باغ و بہار، حیدر بخش حیدری کی آرائش محفل اور داستان امیر حمزہ میں

سفر کا عنصر کلیدی طور پر موجود ہے اور واقعات کو سفر کے بل بوتے پر آگے بڑھاتے ہوئے فیصلہ کن موڑ تک لایا جاتا ہے۔ تخیل کی فراوانی اور مافوق الفطرت عناصر کی موجودگی ان داستانوں کو حقیقت سے دور رکھتی ہے جبکہ سفر نامے کے لیے حقیقت اور صداقت دونوں عناصر لازمی ہیں۔ لہذا ان نثری داستانوں کو سفرنامے قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ یہی داستانیں اردو سفر نامہ نگاری کو ابتدائی نقوش فراہم کرتی ہیں۔"۴۴

ارتقائے نسل انسانی کا سفر ازل سے ابد تک جاری رہے گا۔ زندگی زمانہ ماضی سے موجودہ جدید ترین دور تک اپناسفر بخوبی طے کرچکی ہے اور اس میں مزید بہتری آنے کے امکانات موجود ہیں ۔ کئی صدیوں پر محیط یہ سفر اپنے دامن میں کئی طرح کے انقلابات سمیٹے ہوئے ہے۔ بیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی نے انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ انسانی ذہن و فکر نے وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ اس

صدی کو انقلابات کی صدی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس صدی کے برصغیر پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ یہ علاقہ سیاسی ، سماجی، معاشی، معاشرتی علمی، تاریخی ہر لحاظ انقلابات کی زد میں تھا نیز پوری دنیا بھی کم و بیش انھی حالات سے دوچار تھی۔اس صدی میں رونما ہونے والے چیدہ چیدہ واقعات میں پہلی اور دوسری جنگ عظیم، انقلاب روس ، ترکی خلافت کا خاتمہ ، ہندو پاک کی آزادی، انسان کا چاند پر قدم رکھنا ، سقوط ڈھاکہ، ایرانی انقلاب، سوویت یونین کی شکست وریخت، امریکہ کا سپر پاور بنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام حالات و واقعات کے اثرات عام انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ ادب پر بھی مرتب ہوئے۔ ادب گردو پیش کے انھی عوامل سے اپنا مواد حاصل کرتا ہے چنانچہ سفر نامہ بھی ان عوامل سے الگ نہیں رہ سکتا۔ جدید ذرائع آمد ورفت کی بدولت سفر کی سہولتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں میں شوق سفر بڑھا ہے۔ اہل قلم بھی بکثرت سفر اختیار کرتے ہیں اور رو دادسفر کو سہولیات نے) سفرنامے کی (صنف کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اس سفر ناموں کا ایک بڑا ذخیرہ وجود میں آچکا ہے جس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو ادب کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہ سکتا یعنی دنیا کی ہر چیز ادب کا موضوع بن سکتی ہے اور بنتی ہے۔ زندگی متنوع رنگ لیے ادب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ سفرنامے زندگی کے براہ راست مشاہدات کا بیان ہیں لہذا ادب میں اس صنف کی اہمیت مسلم ہے۔"۴۵

سید عابد علی عابد لکھتے ہیں : ادب کے موضوعات جتنے انسانی زندگی سے قریب تر ہونگے اتنے ہی انسان کے لیے اہم ہوں گے اور اسی اعتبار سے ادبی تخلیقات میں عظمت اور رفعت پیدا ہوگی ۔ "۴۶

سفر نامہ نگاری ایک فن ہے اور اس فن کی آبیاری پر ایک سیاح نے اپنے اپنے انداز سے کی ہے۔ اسلوب کے تنوع اور رنگارنگی نے سفر ناموں کی مختلف اقسام کو جنم دیا ہے۔ اردو سفر نامہ کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ سفرنامے کے ارتقائی سفر کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ قدیم سفر نامے اور جدید سفرنامے۔ قدیم اور جدید سفرنامے میں کئی زاویوں سے نمایاں فرق موجود ہے۔ قدیم سفر نامے کو ماحول کا خاموش بیانیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس میں سیاح ماحول پر سرسری سی نظر ڈال کر صرف مناظر اور تصویر میں قاری کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ یہ بے جان مناظر اور تصویریں قاری کے لیے کوئی کشش نہیں رکھتیں۔ قدیم سیاح چیزوں کا مشاہدہ سطحی طور پر کرتا ہے۔ اس لیے قدیم سفر نامے ذہن اور روح کو متحرک نہیں کرتے ۔ وہ قاری کے ذہنی افق کو وسعت نہیں دیتے اور فکری ہر ابھارنے میں ناکام رہتے ہیں۔ "۴۸

ڈاکٹر تحسین فراقی لکھتے ہیں :

"قدیم سفرنامے بلاشبہ بہت دلچسپ ہیں لیکن ان میں معلومات کا طومار دلچسپی کی دھار کو کہیں کہیں ضرور کند کر دیتا ہے۔ "۴۸

قدیم سفر ناموں میں افسانویت کا رچاؤ نہیں ملتا۔ تخیل اور تخلیقی عمل جو کسی بھی تحریر کے جمالیاتی حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے کو بہت کم دخل کی اجازتی دی گئی ہے۔ اس دور کے سفرناموں کی غالب اکثریت میں سفر نامہ نگار اپنی ذات کو بہت کم شامل کرتے ہیں ۔ اس کے بجائے حقائق اور معلومات کو اہم سمجھتے ہوئے ان کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اگر قدیم دور کے سفر ناموں کے اسلوب بیان کو زیر بحث لایا جائے تو اس کو تین اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔ اردو نثر اپنے نئے اسلوب کے خال و خد تعمیر کرنے کے عمل کی ابتدائی منازل میں تھی لہذا بعض سفرنامہ نگاروں کی تحریروں میں اسلوب بیان کا نا پختہ پن واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔دوسرے اسلوب کی جھلک سرسید اور ان کے ساتھیوں کے سفرناموں میں نظر آتی ہے جہاں سائنٹیفک اسلوب اختیار کر کے حقائق کو جاندار انداز میں پیش کیا گیا۔ تیسرے اسلوب کے نمائندہ سفر نامے شبلی اور آزاد کے تحریر کردہ ہیں ۔ جن میں سادگی کے ساتھ ساتھ رنگینی بیان اور تخلیقی شان بھی موجود ہے۔ "۴۹

قدیم سفر ناموں میں مقصدیت کی آنچ تیز تر ہے۔ سفرنامہ کسی نہ کسی مقصد کے تحت لکھا جاتا تھا۔ بنیادی مقصد کسی دوسرے ملک کی تاریخ، جغرافیہ، زبان، تہذیب و ثقافت وغیرہ سے متعلق تمام اہم معلومات حاصل کرنا ہوتا تھا اور سفر نامے کے دامن میں یہ مواد سمیٹنا ہوتا تھا۔ جدید سفر نامہ نگار کے لیے اس میدان میں اب بہت سی آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں ۔ محض معلومات کی فراہمی اب اس کی تحریر کا بنیادی مقصد نہیں رہاکیونکہ ذرائع ابلاغ کی ترقی نے اس کا یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ معلومات کے دیگر ذرائع قاری کے ہاتھ آچکے ہیں جن سے استفادہ کر کے وہ پلک جھپکتے ہی علم کے سمندر

سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ آج کا سیاح اپنی تحریر میں رومان تخیل، تجس، دلکشی اور تحیر کے عناصر کو استعمال کرتا ہے۔ وہ تخیل اور حقیقت کے سنگم سے سفرنامے کو ادب پارہ بنا دیتا ہے۔ وہ داخل سے خارج اور خارج سے داخل کا سفر کرنا بخوبی جانتا ہے اور اس تجربے میں اپنے قاری کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ جدید سفر نامے کا مرکز ومحور سیاح کی اپنی ذات ہے۔ جدید سفر ناموں میں رومانی اسلوب کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ تاریخ اور جغرافیہ دونوں سفر نامے کے وجود کا حصہ بن کر سامنے آتے ہیں۔ جدید سفرنامے کی ایک عمدہ خوبی یہ بھی ہے کہ یہ جسم سے زیادہ ذہن اور روہ کو متحرک کرتا ہے۔ یہ گائیڈ بکس کا کام نہیں کرتا اس سے غم ذات اور غم کائنات مدغم دکھائی دیتے ہیں۔ انیسویں صدی کا سیاح یورپ کی ترقی سے مرعوب تھا اور مرعوبیت کا یہ عنصر اس کی تحریر سے بھی جھلکتا تھا۔) ۵۰ (ابتداء میں سفر نامے جغرافیائی، تاریخی طبیعی اور سیاسی معلومات کا خزینہ سمجھے جاتے تھے۔معلومات کے حصول کے لیے جدید ذرائع کی عدم دستیابی کی وجہ سے سفرنامے کو ہی ہر طرح کی معلومات کا سر چشمہ تصور کیا جا تا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سفر نامہ نگار سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ وہ خود کو مقامات، افراد، اشیاء، بلند و بالا عمارات، کشادہ سڑکوں،جغرافیہ اور تاریخی کو الف تک ہی محدود نہ رکھے بلکہ وہ انسانی جذبات و احساسات، اقار اور نظریات پر بھی روشنی ڈالے۔ وہ افراد معاشرہ کی روح میں یوں جھانکے کہ روح کے متنوع رنگ سرنامے کے کینوس پر ابھر کر سامنے آجائیں۔ قارئین کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے سفر نامے نےاپنے سانچے توڑ ڈالے۔ خود کو گہری مقصدیت کی دبیز تہہ سے نکالا اور افسانوی انداز اور کہانی پن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ اس طرح سفرنامے کے فنی معیار میں اضافہ ہوا اور اسکا ادبی اسلوب نکھر کر سامنے آیا۔ جدیدسفر نامے انسانی تجربات میں اضافے کا باعث ہیں۔"۵۱

ڈاکٹر انورسدید کہتے ہیں :

اس میں اگر سیاح اپنے جذبات و احساسات کی رنگ آمیزی نہیں کرتا اور قاری کے اندر تحرک اور جوش پیدا کرنے کا باعث نہیں بنتا تو یہ واردات قلبی نہیں بن سکتا۔"۵۲

انسان اور سفر کا رشتہ ازل سے قائم ہے۔ ہر سفر کرنے والے کا مقصد اور طریقہ کار دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ سفرضرورتایا ارادتاً اختیار کیا جاتا ہے۔ اور ہر سفر کے پس پردہ کوئی نہ کوئی مقصد یا محرک ضرور پایا جاتاہے۔ کبھی انسان نے علم کے موتی چن اورعلم کی شمع جلانے کے لیے سفر کیے اور کبھی محض سیر و سیاحت کی غرض سے۔ کبھی جنگ وجدل کے مقصد کے حصول کے لیے سفر ہوئے تو کبھی دین کی ترویج و اشاعت کے لیے، سفر تجارتی مقاصد اور لین دین کی غرض سے بھی کیے گئے اور نت نئی منڈیوں کی تلاش کے لیے بھی۔ مقامات مقدسہ کی زیارت مذہبی فریضے کے لیے بھی ہوئے اور روحانی آسودگی کے حصول کے لیے ۔ اندرون ملک اور بیرون ملک ، بیابانوں ، ریگستانوں، جنگلوں، پرخطر راستوں ، پہاڑوں، عام گزرگاہوں، مختلف علاقوں، خطوں غرض پوری دنیا کے اطراف و جوانب کی طرف سفر ہوئے اور اقوام عالم کی تاریخی ،سماجی ، تہذیبی اور جغرافیائی معلومات کے حصول کے لیے بھی۔ کبھی انسان نے اپنے شوق اور تجس کے ہاتھوں مجبور ہو کر سفر کیے۔ کبھی سفر کو افسانویت کے لبادے میں پیش کیا گیا کبھی طنز و مزاح کے چٹخارے کے ساتھ ، کبھی بیان یہ اسلوب میں تو ہے حقیقت نگاری کے سانچے میں ڈھال کر غرض سفر نامہ تخیل حقیقت اور علم کا حسین مرقع بن گیا اور اذہان انسانی کی تسکین تشفی کاباعث بنا۔"۵۳

سفرنامے میں کئی طرح کی تکنیک کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تکنیک کو مدنظر رکھتے ہوئے سفرنامے کی اقسام کی تقسیم یوں ہوگی۔

ا۔انشائیہ سفرنامے ۲۔ڈائری نما سفرنامے ۳۔رپورٹ نماسفرنامے۔"۵۴

سفر ناموں کو مختلف ادواریا تاریخی ترتیب سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ نیز موضوع کے لحاظ سے سفر ناموں کو عموماً ان اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

مقامی سفرنامے

مذہبی سفرنامے

مشرقی سفرنامے

یورپ کے سفر نامے

سیاسی سفر نامے

تاریخی سفر نامے

انیسویں صدی میں ذرائع نقل و حمل میں خاطر خواہ بہتری آنے کی وجہ سے لوگوں کے اندر شوق سفر پیدا ہوا اورسیاحت کا رجحان بھی بڑھا۔ اس صدی میں کثیر تعداد میں سفر نامے لکھے گئے جن میں اندرون ملک کے سفر بھی تحریر کیے گئے۔

حافظ عبدالرحمن امرتسری کا سفر نامہ" سیاحت ہند "کے نام سے ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔" سیر کشمیر" سیر پنجاب و دہلی وغیرہ بھی مقامی سفر ناموں کی مثالیں ہیں۔ جن میں علاقائی آب و ہوا، تاریخی عمارات، رسوم و رواج، مساجد، مقابر، دہلی کے کھنڈرات ، لوگوں کی عادات واطوار وغیرہ کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی بے شمار مقامی سفر نامے لکھے گئے۔ پاکستان قدرتی حسن کی دولت سے مالا مال ہے۔ خصوصی طور پر کشمیر بلتستان ، سوات، گلگت و ہنزہ ، سکردو وغیرہ قدرت کی صناعی کا شاہکار ہیں ۔ دلفریب و دلکش نظاروں سے بھر پور یہ وادیاں سیاحوں کو مبہوت کر دیتی ہے۔ سفر نامہ نگاروں نے ان علاقوں کی خوبصورتی ،مسائل، تاریخ، ثقافت، راستوں کی تکالیف اور جغرافیے کا حال تفصیلاً بیان کیا ہے۔ یہ سفرنامے معلومات کا خزانہ ہیں ۔) ۵۵ (حج ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس مذہبی فریضے ادائیگی عقیدت ومحبت سے کی جاتی ہے۔ اردو سفر نامے کی روایت حج کے سفر ناموں سے خالی نہیں۔ حج کے زیادہ تر سفرنامے داخلی سرشاری اور قلبی سرور کے عالم میں لکھے گئے ۔ اس طرح کے سفرناموں میں ذاتی تاثرات و کیفیات کو عجز وانکساری سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ سفر نامے حاجیوں کی ذہنی و جذباتی کیفیات کے حقیقی معرفتے ہیں۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران حاجی اپنے رب کے سامنے حاضر ہو کر اپنی کوتاہیوں اور سیاہ کاریوں پر ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور معافی کا طلبگار رہتا ہے۔ وہ رب کے محبوب کے در پر بھی حاضری دیتا ہے۔ اس تقدس بھری فضا میں وہ روح کی آلائشوں سے خود کو پاک کرتا ہے۔ اسلوب و آہنگ کے فرق کی وجہ سے ہر حاجی یا سفر نامہ نگار کا سفر نامہ حج مختلف کیفیات و تاثرات کا حامل ہوتا ہے۔ نیز علمیت اور قوت مشاہدہ کا فرق بھی اظہار عقیدت کو کئی رنگ عطا کرتا ہے۔ حج کے سفر ناموں میں مناسک حج ، راستے ، دعاوں اور وظائف وغیرہ کی مکمل تفصیلات درج ہیں۔ یہ سفرنامے اپنے پڑھنے والوں کے لیے گائیڈ بک کا کام بھی کرتے ہیں کیونکہ حج سے متعلقہ معلومات بہم پہنچا کر قاری کی

رہنمائی کرتے ہیں۔ اسعد گیلانی کا سفر نامہ " مشاہدات حرمین " بشریٰ رحمن" باؤ لی بھکارن"، الطاف حسن قریشی " قافلے دل کے چلے"، ڈاکٹر عبادت بریلوی " دیار حبیب میں چند روز"، وحیدہ نسیم " حدیث دل "اور ممتاز مفتی کا سفرنامہ" لبیک "حج کے سفر ناموں کی چند مثالیں ہیں۔"۵۶

مغلیہ حکومت کے زوال اور انگریزی اقتدار نے برصغیر کے طول و عرض پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ مقامی تہذیب نئے لبادے اوڑھا رہی تھی۔ نئی اور پرانی اقدار کا ٹکراؤ جاری تھا۔ مشرق اپنی مشرقیت کو برقرار رکھنے کی تگ و دو میں مصروف تھا اور مغربی تہذیب کی چکا چوند انسانی اذہان پر غلبہ پا رہی تھی ۔ سیاسی حالات بھی کروٹیں بدل رہے تھے۔ ایسے میں کچھ قومی رہنماؤں نے سیاسی اور تجارتی نوعیت کے سفر کیے اور کچھ نے یورپ کی ترقی کے قصے سن سن کر وہاں کا سفر اختیار کیا۔ یورپ کے حوالے سے لکھے گئے سفر ناموں میں یوسف خان کمبل پوش کا سفر نامہ" عجائبات فرنگ "ایک شاہکار تخلیق ہے۔ اس میں جغرافیائی حالات، سیاحتی مقامات، طرز زندگی، رسوم و عقائد، تاریخی عمارات، مختلف معاشروں کی تہذیب وثقافت کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ مصنف یورپ کی ہر چیز کو بجو بہ روز گار تصور کرتے ہیں۔ ان کی تحریر میں تحیر و تجس اور صاف گوئی کے اوصاف موجود ہیں۔ سرسید احمد خان نے انگلستان کا سفر کیا اور اپنے مشاہدات کو سفر نامہ "مسافران لندن "کے نام سے تحریری صورت میں پیش کیا۔ سرسید برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمی ، معاشی، سماجی، اخلاقی غرض ہر زاویہ سے ترقی کرتے ہوئے دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ انگریزی تسلط نے مسلمان قوم سے ان کا اعتماد چھین لیا تھا اور بے یقینی کی اس فضاء میں سرسید احمد خان اور چند دیگر رہنماؤں نے مسلمانوں کی رہنمائی اور اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔ سرسید نے قیام انگلستان کے دوران وہاں کی زندگی اور نظام تعلیم کا بغور جائزہ لیا۔ نیز یورپ کی تمدنی اور تہذیبی زندگی کا مشاہدہ بھی کیا اور ان کی ترقی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کی۔ سرسید احمد خان وطن اور قوم کے جذبے سے سرشار تھے۔ وہ ان حاصل شدہ معلومات مدد سے اپنی قوم کی زندگی کو سنوارنا چاہتے تھے

۔ یہ سفر خالصاً ایک مقصدی سفر تھا۔ انہوں نے یورپ کی ترقی اور اپنے ملک کی خرابیوں کا تقابل کیا اور خامیوں کو دور کرنے کا عزم لیے واپس وطن لوٹے۔اس دور کے یورپ کے سفر ناموں میں سیاح کا رویہ خوشامدانہ اور لہجہ عاجزانہ ہے اور تحریر میں احساس کمتری کا
وہ رجحان واضح ہے کیونکہ یورپ کی ترقی نے ان کے دلوں پر دھاک بیٹھا تھی جبکہ آج کی سیا حایسی مرعوبیت کا شکار نہیں یورپ کی خوبیوں اور خامیوں دونوں سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہے۔ شارعلی بیگ کا سفرنامہ یورپ" ، نازلی رفیعہ سلطانہ" سیر یورپ" ، مولوی محبوب عالم" سفر نامہ یورپ" ، نواب محمد حامد علی خان" سیر حامدی وغیرہ یورپ پر لکھے گئے سفر ناموں کی چند
مثالیں ہیں۔

اردو ادب میں مشرقی ممالک کی سیاحت پر مبنی سفر ناموں کا ایک قابل قدر حصہ موجود ہے۔ جن میں مولاناحسین آزاد کا" سیر ایران " شبلی نعمانی کا "سفر نامہ روم ومصر و شام" ، نواب محمد عمرعلی خان کے سفرنامے" زاد غریب"،" سفرنامہ رئیس" ، " نیرنگ چین"، سید سلیمان ندوی" سیر افغانستان "وغیرہ شامل ہیں۔ ایران، عراق، مصر و شام، ترکی، افغانستان، چین وغیرہ کی تہذیب و ثقافت، رہن سہن، جغرافیہ اور تاریخی حقائق کو عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔"۵۷

مولانا جعفر تھا نیسری کا سفر نامہ " کالا پانی"، عبید اللہ سندھی " کابل میں سات برس"، قاضی عبدالغفار" سفر نامہ نقش فرنگ " ، خالدہ ادیب خانم کا "اندرون ہندوستان " گہرے سیاسی مشاہدے پر مبنی سفر نامے ہیں ۔ سفر نامے میں ہمیں ۳۰۰ ق۔م کے ہندوستان کی تصویر میکا ستھنیز کے سفرنامے میں زندہ و جاوید اور متحرک نظر آتی ہے۔۳۹۹ سے ٦۴۵ کے برصغیر خصوصاً اس وقت کے بدھ مذہب اور اسکی خانقاہوں کے علاوہ ان سنٹروں کی حالت اور تہذیبی زندگی کے بارے میں فاحیان اور حیونگ شیانگ کی تحقیق کے مطابق ہندوستان و پاکستان کی تاریخی اہمیت ان سیاحوں کے بیانات میں فرق ہے۔ اس کے ساتھ ۹۲۲-۹۲۱ کے روس کے حالات ان فضلان کے " سیاحت نامہ روس "پڑھ کر ہوتا ہے اور دسویں صدی عیسوی میں مراکش سے تاشقند تک حالات و واقعات ابوعبید اللہ کے سفرنامے" احسن التقاسیم "معرفتہ الاقالیم سے ملتا ہے۔ آج کے دور میں بھی بیروت، کشمیر، فلسطین، افغانستان کے حالات اس دور کے سفر ناموں میں جن حقائق سے نظر آتے ہیں وہ حقائق ہمیں دستاویزات اور تاریخ سے بھی ملے نہ ممکن ہیں ۔ کیونکہ اس قبیل رہاہوں نظر بتا اورتاریخ بھی لے اس کے بیسویں سفر نامے مختلف ممالک کی تاریخ کے اہم ماخذ ہیں۔
سفر ناموں کی مندرجہ بالا اقسام کے علاوہ تقسیم، قدیم اور جدید سفر ناموں کے حوالوں سے بھی کی جاتی ہے۔۵۸

حوالہ جات

۱۔ بشری علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،ص۷
۲۔ فیروز اللغات،اردو جدید، مرتبہ فیروز الدین، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، نیا ایڈیشن ہیں ۔س ن ،ص ۴۲٦
۳۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میںایران کےسفرنامے) مقالہ(، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،ص۱
۴۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۸۷ء ص ۴۸
۵۔ بشری علم الدین، اردو میں خواتین کے سفر نامے)مقالہ(،بحوالہ سابقہ، ص۷
٦۔ قدسیہ قریشی ، ڈاکٹر، اردو سفرنامہ انیسویں صدی میں لکھنو :نصرت پبلیشر ز ،۱۹۸۷ء، ص ۲۴۲۳
۷۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر ، اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ ، اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۷ء ص ۱۰
۸۔ احمد دہلوی سید، فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، لاہور :مکتبہ حسن سہیل، ۱۸۹۸ء ص ۸۰

۹۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، بحوالہ سابقہ ص ۵۹

۱۰۔ خالد محمود، ڈاکٹر ، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ ،نئی دہلی : دریا گنج ، ۱۹۹۵ء، ص۲۲

۱۱۔ ماریہ نواز ، رضاعلی عابدی کی سفرنگاری) تحقیقی و تنقیدی جائزہ(، اسلام آباد : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،ص ۶۵

۱۲۔ راغب شکیب) تبصرہ(، اردو ادب میں سفر نامہ از ڈاکٹر انور سدید، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء ص ۲۲

۱۳۔ مظفر حسین، مختار مسعود کی ادبی خدمات کا تحقیقی جائزہ) مقالہ(، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یو نیورسٹی ،ص۱۱۱

۱۴۔ سلیم اختر ، ڈاکٹر ، ادب اور کلچر ، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص۱۶۱

۱۵۔ ماریہ نواز رضا علی عابدی کی سفر نگاری) تحقیقی وتنقیدی جائزہ (، بحوالہ سابقہ، ص ۶۵

۱۶۔ میرزا ادیب، ماہنامہ اوراق، لاہور : جنوری، فروری، ۱۹۷۸ء ص ۲۰

۱۷۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ، ص۵

۱۸۔ عبداللہ ، سید ، ڈاکٹر ،) پیش لفظ(، حافظ و خیام از مقبول بیگ بدخشانی ، لاہور : غالب پبلشرز ، ۱۹۷۹ء ص ۸

۱۹۔ بشری علم الدین ، اردو میں خواتین کے سفرنامے)مقالہ (، بحوالہ سابقہ ص ۱۰

۲۰۔ گوپی چند نارنگ ، سفر آشنا، دہلی :ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ،۱۹۸۲، ص ۱۱

۲۱۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ،ص۳

۲۲۔ خالد محمود، ڈاکٹر ، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ، بحوالہ سابقہ، ص۸۰

۲۳۔ بشری علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۱۳

۲۴۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے)مقالہ(، بحوالہ سابقہ، ص۶،۷ ۲۵۔

۲۵۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، لاہور : مغربی پاکستان اردواکیڈمی، ۱۹۸۷ء، ص ۹۸۷ ۲۶۔

۲۶۔ ماریہ نواز ، رضا علی عابدی کی سفر نگاری) تحقیقی وتنقیدی جائزہ(، بحوالہ سابقہ، ص۶۶- ۲۷

۲۷۔ وزیر آغا ، ڈاکٹر ، چوری سے یاری تک، ریلوے روڈ سرگودھا :مکتبہ اردو زبان ، ۱۹۶۶ء ص ۴۸۔

۲۸۔ بشری علم الدین ، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ، ص ۱۵

۲۹۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر ، اردو سفرنامے کی مختصر تاریخ، بحوالہ سابقہ ص ۱۱ ۳۰

۳۰۔ شبیلہ کوثر، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۱۴ ۳۱۔

۳۱۔ بشری علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۱۶ ۳۲

۳۲۔ انور سدید ، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، بحوالہ سابقہ ص ۷۰۔ ۷۱ ۳۳۔

۳۳۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے)مقالہ(، بحوالہ سابقہ،ص۱۴- ۳۴

۳۴۔ بشری علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ (، بحوالہ سابقہ ص ۱۷

۳۵۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، بحوالہ سابقہ ص ۷۰

۳۶۔ قمر عباس، کتب سفر نامہ کا توضیحی اشاریہ) مقالہ (، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد: ص۷۰ ۳۷۔

۳۷۔ آغا سہیل، ڈاکٹر تبصرہ ، زرد پتوں کی بہار از رام لعل، لاہور: القمر انٹر پرائزز، غزنی سٹریٹ اردو بازار ہیں س۔ن، ص ۱۷

۳۸۔ زید الخیال زیدی، چین کے اردو سفرنامے) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ(، اسلام آباد :بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ص۱۴

۳۹ ۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، بحوالہ سابقہ ص ۶۳۶

۴۰۔ جاوید محمود سہو، پاکستان میں حج کے سفرناموں کا جائزہ،) ۱۹۸۰ تا ۱۹۹۰ء(، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد،ص ۱۲

۴۱۔ مشفق خواجہ، موسموں کا عکس) دیباچہ (از جمیل زبیری، کراچی : بختیار کیڈ می ۱۹۸۴ء، ص ۱۰

۴۲۔ زید الخیال زیدی، چین کے اردو سفر نامے) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ(، بحوالہ سابقہ ص ۱۴

۴۳۔ ظہیر احمد صدیقی،) سخنے چند(، دیکھ لیا ایران از افضل علوی، دیباچہ، لاہور :اشرف اکیڈمی ،۱۹۹۲ء ص۔ د

۴۴ ۔ قمر عباس، کتب سفر نامہ کا توسیعی اشاریہ) مقالہ (، بحوالہ سابقہ ص ۱۱،۱۴۰

۴۵۔ ذوالفقار علی خان، اندلس کے اردو سفر نامے) مقالہ (، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد ص ۶۱

۴۶۔ عابد علی عابد ، سید ، اصول انتقا داد بیات : لاہور ، سنگ میل پبلی کیشنز ، ۱۹۷۹ ء ص ۲۸

۴۷۔ شبیلہ کوثر ، اردو ادب میں ایران کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۱۳

۴۸۔ تحسین فراقی ، ڈاکٹر ، جدیدار دو سفر نامہ نگاری کا اجمالی جائزہ مشمولہ سہ ماہی الزبیر، سفر نامہ نمبر ۱۹۹۸ء ص ۳۱

۴۹۔ قمر عباس، کتب سفر نامہ کا توضیحی اشاریہ) مقالہ (، بحوالہ سابقہ ص ۲۰،۲۱

۵۰۔ بشریٰ علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ (، بحوالہ سابقہ ،ص۷۰

۵۱۔ جاوید محمود سہو، پاکستان میں حج کے سفرناموں کا جائزہ ،) ۱۹۸۰ تا ۱۹۹۰ء(، بحوالہ سابقہ ، ص ۱۲

۵۲ ۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اردو ادب میں سفر نامہ، بحوالہ سابقہ ، ص ۶۴۵

۵۳۔ ظفر عباس، اردو سفر نامے میں فکشن کے عناصر) قیام پاکستان کے بعد(، مقالہ، اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یو نیورسٹی،اسلام آباد ، ص ۱۹

۵۴۔ زید الخیال زیدی ، چین کے اردو سفر نامے) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (، بحوالہ سابقہ ص ۱۶- ۵۵

۵۵۔ بشریٰ علم الدین، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۲۷، ۲۸

۵۶۔ جاوید محمود سہو، پاکستان میں حج کے سفر ناموں کا جائزہ ،) ۱۹۸۰ تا ۱۹۹۰ء(، بحوالہ سابقہ ص۲۴ ۵۷

۵۷۔ بشریٰ علم الدین ، اردو میں خواتین کے سفرنامے) مقالہ(، بحوالہ سابقہ ص ۲۳، ۲۵

۵۸۔ زید الخیال زیدی، چین کے اردو سفر نامے) تحقیقی وتنقیدی مطالعہ (، بحوالہ سابقہ، ص ۳۵